

بہوپال کا حال

ریاست بہوپال کی نسبت جو ہوت سرکاری کروائی ہوئی ہے اس سے ہم کو بحث نہیں ہے
ہم اپنے رسالہ میں صرف ان واقعات و حالات کی اصلیت تحقیقت بیان کرتی ہیں جنکو عام خیالات
اس کا روائی کا اصل اصول و معنی سمجھ رہے ہیں اور درحقیقت کہ عقل و طبع و علم و دانش کے رشتہ و
حالات اس کا اصل اصول و معنی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ انہیں صداقت و اصلیت کی دو صورتیں
ہمارے ملکی ریاضیہ اخبار کے ایڈیٹر اور ان کے کارپانڈرٹ انصاف کا خون کر رہے ہیں۔
ان ناراست و غیر واقعی حالات کو اپنے اخباروں میں شہر کرتے ہیں۔ اور انکو گورنمنٹ کی کارروائی
کا اصل اصول و معنی قرار دیتی ہیں اور وہ اتنا نہیں سوچتے کہ ان غیر واقعی و ناراست حالات کو کارروائی
کا اصل اصول و معنی قرار دینا نہیں صرف اس نیک نام ریاست کی بدنامی متصوّر بلکہ اس میں گورنمنٹ کی
بھی نکتہ بندی تیسرے ہے کہ اس غیر واقعی اور ناراست حالات اور غیر واقعی اقرارات پر اپنی کارروائی کی
قابلیت کی۔ ان حالات و اقرارات کی تحقیق نہ کرنی۔ مثلاً جب کوئی منصف مزاج ہندو یا مسلمان
ہندو مسلمانوں پر تعصب نہ کرے اور کسی کو تو فریبی دہلی یا بدعتی سے ان اخباروں میں ہندوؤں
کہ نواب بہوپال نے ہندوؤں کو مذکورہ گروہ اور گروہ بندی کر دی۔ اور جہدی سوداں کو ہندوئی اور
کی شکست پر خوشی ظاہر کی تھی۔ اسکو گورنمنٹ اسکو پھرتی ہے اور پھر ان باتوں کا واقعہ اور اس امر کی
نام و نشان پائیگا۔ اور خود بہوپال میں جا کر یا اپنی ہی جگہ پر بہتر ذرا لے اور شہاد توں سے پائیگا۔ اور
کہ لیکچر نواب بہوپال نے ہندوؤں کو مذکورہ نہیں کیا اور انکو تو تیز بند کیا ہے اور سرکاری کا خدات میں
دیکھ لیکھا کہ ریاست بہوپال کے دارالہمام تو صاحب خیال کو جاتی ہے۔ جنگ فتنائے شاہ کے
وقت گورنمنٹ کو ہندوئی اور جہدی سوداں کے مقابلہ کو مستعدی ظاہر کی۔ سپر گورنمنٹ کی طرف سے
مراستہ ہی ریاست کو نام نہیں۔ تو یہ وہ گورنمنٹ پر ظلم و بد تحقیق شراہی کا الزام کیوں قائم کر لیا۔ اور
خیر خواہ چانن ناروایا روستا کی سورتی کا موجب کیونکر ہو گا۔

(۱۰)

میرے ہمنے محض فرضی مثال نہیں ہی۔ اس وقت کے بعض آزاد اخباروں میں گورنمنٹ کی اس پالیسی کو
 نا انصافی قرار دیا ہے۔ وہ صحابہ اور ملاکھتو ہیں۔ کہ گورنمنٹ نے با تحقیق و تفتیش کیوں ان
 حالات پر اپنی کارروائی کی بنا ٹائم کی۔ اور کیوں ایسی سخت سزا دی۔
 یہ حضرات نام کر لیا اور ان کو نام لگا کر ان حالات کو اس کی روٹی گورنمنٹ کا اصل اصول نہ شہر زور میں لانا اور
 گورنمنٹ پر یہ اعتراض کیوں کر تو شاید با عقدا و تحقیق و انصاف گورنمنٹ پر خیال کر لینی کہ نواب بہوپال
 کوئی ایسا ہی قصور ہوا ہو گا جیسے گورنمنٹ نے یہ سخت سزا دی ہے۔ یہ الزام تو گورنمنٹ پر نہ آتا کہ
 ان سنی سنائی اور ناراست باتوں کے سبب اس نے یہ ظلم کیا ہے۔ اس کے باخبرین یعنی طور پر نتیجہ
 نکال سکتے ہیں کہ یہ نام لگانا اور اپنی محسن گورنمنٹ کو بدنام کر رہے ہیں۔ نہ صرف اس بابت نیک نام کو۔
 یہ نام کے لیا رہے یہی نہیں سوچتے کہ ان کی اس بڑی کارروائی کا نتیجہ صرف ایک ریاست بہوپال میں
 (جس کو وہ بوجہ ناموافقیت مذہب (اسلام یا دہابیت) میں اور الائنڈ عداوت سمجھتے ہیں) محدود و مختصر
 رہیگا۔ بلکہ اسکا اثر ایک خود مختار ریاست (غیر اسلامی یا بدعتی کیوں نہ ہو) تک بھی ایک نہایت بڑی
 اور جوچہ میں ریاست بہوپال کی نسبت کہتا اور کرنا جائز سمجھا گیا۔ اور عمل میں آیا ہے۔ وہی ہر ایک
 ریاست کی نسبت جائز سمجھا جائیگا اور عمل میں آئیگا۔ آخر ایک ایک دن خود مختاری کا نام صرف سنہ ۱۹۰۵
 سے مرث جا گیا۔ ہم یہ مضمنا و نتیجہ سوچ کر ان حالات کی نسبت اصلی واقعات کی تہ میں جن میں گورنمنٹ
 اپنی ہر باری گورنمنٹ کی غیر خواہی اور الزام ظلم و اسکی برارت ٹانٹیا نام دیسی ریاستوں کے مہر دیسی
 اینڈہ حکومت اسکی حمایت ٹانٹیا مسلم ریاست بہوپال کی مختاری اور خالوں کے اعتراضات
 اسکی حمایت را لیا گیا۔ اپنے ہولے ہولے (ملا نا عاقبت اندیش) دیسی اور بعض مذہبی بہائیوں
 (دیسی اخباروں کے ایڈیٹروں) کی اطلاع دی اور بدست پیش نظر ہے، ان حالات کے متعلق
 اصلی واقعات ہم کو در سبیل (مذاکرہ ہو معلوم ہو کر ہیں)۔ (۱) کارپنڈنٹ جسکی مرسلت اخبار کوہ نور
 لاہور میں اور اسکے ذریعہ سوارو کا میڈ لکاتہ میں بھیجی ہے (۲) بعض مغربزمتدین شخاص جو ہی غرض
 سے بہوپال پہنچے اور وہاں چشم دید حالات تحقیق کر کے آئے ہیں۔ اسکا نام ان پور میں لگا کر مرسلت

کہ وہ گورنمنٹ کے لیے ہیں۔ کہہ دیں۔ کہ یہ ذریعہ سبب تحصیل ذیل ان اذات کو ہوا تھا کہ اسکا جواب دیا ہے

(۱۱) مدت سے انتظام ریاست خراب تھا۔

(۱۲) جواب - اسکا دشمنوں پہلے کیوں نہ لکھا؟ نہ کسی اخبار نے اسکا ذکر کیا۔ نہ سرکاری کاغذات میں اسکا اثر پایا گیا نہ عام لوگوں میں اسکا چرچا سنا گیا۔ اخباروں میں ذکر نہ ہونے کی وجہ جو اوہ اخبار میں بیان کی گئی ہو کہ وہاں کوئی کارسپانڈنٹ نہیں ہو سکتا تھا۔ کوئی خبر دیتا تو فوراً سزا پاتا یا نکالا جاتا۔ ان ہی حضرات نامہ نگاروں کی بناوٹ ہے۔ خفیہ کارسپانڈنٹ تو کہیں بھی نہیں چوکتے۔ ہندوستان میں شیگر روس سے کارسپانڈنس کرتے رہے ہیں۔ جو ایک دن پکڑی بھی گئے۔ یہاں بھی کم سے کم ایک تو ایسا لکھتا۔

عام لوگوں میں اسکا چرچا نہ ہونے کی وجہ جو اسی اوہ اخبار میں بیان کی گئی ہے کہ مارچ خوف کے کوئی نہ بولتا تھا۔ یہ بھی ان ہی کی بناوٹ ہے۔ عام افواہ کو کوئی سلطنت یا ریاست (خواہ کسی جابر و ظالم ہو) روک نہیں سکتی۔ بعض راجاؤں میں بددستخامی ظاہر نہ ہونیکا پورا اتہام کیا جاتا تھا۔ پہر ہی وہ ظاہر ہوتی ہی رہی۔ ان سب جو بات کو جانے دیں۔ اور ان باتوں کو تسلیم ہی کر لیں کہ ہندوستان کے اخبار نویسوں اور نگار کارسپانڈنٹوں اور عام لوگوں کو جو اس ریاست میں رہتے تھے۔ اور جو وہاں سے ہو کر وہاں کے حالات دیکھ کر سلطنت انگلشیہ میں آتے تھے سب کو ریاست بہوپال کے طرف پر ہانسی پانے یا جلا وطن یا دایم الیس ہو جانے کا خوف تھا۔ تو یہ صرف اخباروں میں یا افواہ عام میں بددستی کے ذکر نہ ہونے کی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ سرکاری کاغذات میں اس بددستی کے ذکر نہ ہونے کی وجوہات ہرگز نہیں ہو سکتیں۔ سرکار دولہدار کو تو ریاست بہوپال سے کسی قسم کا خوف نہ تھا۔ لہذا سرکاری ایجنٹوں کی نظر سے تو کبھی یہ حرف شکایت بددستخامی ضرور لکھتا۔ اور کسی رپورٹ سالانہ میں اسکا ذکر یا اشارہ ضرور پایا جاتا۔ حالانکہ کسی رپورٹ سرکاری میں اسکا نام و

نشان نہیں ہے۔ بلکہ برخلاف اسکے جن انتظامی کا ذکر موجود ہے۔ اور پورٹمنٹ کی طرف سے خوشنودی کے مراسلت و خریدے موجود ہیں۔ طرفہ یہ کہ خود سر لیبل کر لیں صاحب بہادر (جنکی طرف موجودہ انتظامی کی تحقیق کو منسوب کیا جاتا ہے) اپنی رپورٹ میں اس ریاست کے جن انتظامی کی تشریح فرماتے ہیں۔

اس امر کو اخبار مقید عام اگر دیکھیں تو ہم فروری ۱۸۸۵ء ہی تصدیق کرتا ہے۔ اس مقام میں ہم اسکی نقل و بیان پر لکھنا کہتے ہیں۔ اس میں لکھا ہے۔ اگرچہ نواب شاہ جہان سیکم صاحبہ بذات خود ڈیپوٹیشن پر لائے گئے اور انہوں نے وہاں رہ کر جس نہایت سے نواب صاحبہ کے اٹھنے کا رویہ میں شرکت یا مدد گاری کی ہے بلکہ خوشنودی گورنمنٹ

کی رپورٹ میں اور خوش انتظامی کے خریدے موجود ہیں کہ نواب صاحبہ بہادر پورٹمنٹ کی رپورٹ بہوپال نے حسب قاعدہ میں اٹھانے کی اور صدر سے خوشنودی دائرین بنام سیکم صاحبہ آئی اور گورنمنٹ آف انڈیا نے اطلاع خاص عام کے واسطے گورنمنٹ آف انڈیا میں اس تحریر کو طبع کر دیا اور اس کی سرکاری آف اسٹیٹ کے حضور میں روانہ فرمایا

وہاں سے جواب آیا کہ انتظام ریاست بہوپال جو نواب شاہ جہان سیکم صاحبہ نے اپنی صدر نشینی سے آج تک کیا ہے اسکی اطلاع سے ہم کو نہایت خوشی ہے کہ صدر نشینی ہونے کے ساتھ ہے انہوں نے اپنی دانشمندی اور ہوشیاری ظاہر کی کہ انکی والدہ نے نسا لہا سال میں ثابت کی تھی حضور کے واسطے سے ارشاد ہوا ہے کہ ہماری طرف سے

سبب خوش انتظامی کے خوشنودی ظاہر کی جائے۔ اور انہیں سر لیبل کر لیں صاحبہ بہادر نے اپنی رپورٹ میں یہ بھی لکھا ہے کہ ہرگز نہیں کہ نواب شاہ جہان سیکم صاحبہ والیہ بہوپال میر جو نزدیک ہندوستانی تعلیم یافتہ تھیں اور انکی کوری حکومت تمام ہندوستان میں اس ترقی و لیاقت کی تہوں کی زمین اپنے کوچ تجربہ کے ہوتے ہیں کہ تمام سٹریٹ انڈیا میں اس لیاقت حکمرانی کے ساتھ کوئی ایسی سیاست نہیں ہے۔ پس اس خوش انتظامی میں ذات نواب

صاحب ہی شامل ہے۔

(۲) الزام - لوگوں پر طح طح کا ظلم کیا۔

(الف) اخوان ریاست (یسین محمد خان وغیرہ) کو ریاست کے جلاوطن کیا۔
(ب) بیگم صاحبہ کو انکی دلی عہد شکنی (سلطان بیگم) پر ناراض کر دیا اور اسکو عاق کر دیا اس غرض سے کہ بجائے اسکے انکا بیٹا ولی عہد ہو۔

(ج) تمام زمینداروں کو زمین لیا گیا۔ یعنی مالگداری کو دو چند کر دیا۔

(د) پیرازو زبیر و نو ریاست نکال دیا۔ اور بجائے انکے اپنی لواحق کو بہرتی کیا۔

(ه) رعایا سے مذہبی آزادی کو چھین لیا۔ ہندوؤں کے مندروں کو گرا دیا۔

مسلمانوں کی تشریح داری بند کر دی۔ وغیرہ وغیرہ۔

(۲) جواب - یہ سب اقرارات ہیں ایک بات بھی تو العینا کی تھی کہ ہمیں

(الف) اخوان ریاست سے نوا صاحب کے سلوک احسان کیا۔

پسران امرار دولت سے بیگم صاحبہ ناراض تھیں۔ اور انکی جاگیر ضبط ہو کر نقدی منتظر رہی

تھی۔ نواب صاحب نے بیگم صاحبہ کے انکا قصور معاف کر دیا اور جاگیر کو بحال کر دیا۔

یسین محمد خان وغیرہ سے جو معاملہ ہوا وہ انکی بغاوت ریاست کا نتیجہ تھا۔ نواب صاحب کا

اس میں کچھ دخل نہیں ہوا۔

(ب) بیگم صاحبہ سلطانیہ دولت (شوہر سلطان جہان بیگم سے ناراض)

تھیں۔ بلکہ ان سے اپنی دختر کی شادی کرنے کو پسند نہ کرتی تھیں۔ نواب صاحب نے انکو

راضی کیا۔ اور انکی سفارش سے یہ شادی ہوئی سلطان دولت نے شادی کے

بعد ریاست میں اپنا دخل چاہا۔ اور اپنے ملازمین کے لئے بہت زور ڈالا جسکے

ثبوت میں بعض سرکاری عہدہ داروں کی تحریرات موجود ہیں (لہذا بیگم صاحبہ کو افسسے

اور اپنی بیٹی سے رنج زیادہ ہو گیا۔ اس رنج کے محوک یا زیادہ کسند و نواب صاحب نے

ہوئے۔ بلکہ وہ اس سچ کے فرو کرنے میں سماعی رہے۔ گواہین کا میاب ہوئے۔
 نواب صاحب کے فرزند کا ولی عہد ہونا بجا طاقانون و امین ریاست ٹکن نہ تھا۔ کیونکہ غیر
 کفو کا شوہر ہو خواہ اولاد شوہر خواہ داناوی مستقل مختاری ولی عہد ہونا اس ریاست میں جائز
 نہیں سمجھا گیا۔ تو پھر اس سچ پیدا کرنے یا بڑھانے میں نواب صاحب کا کیا فائدہ ہو سکتا
 (ج) زمینداروں پر بلا لیا حیثیت رقبہ ٹکنس بڑھانیکا الزام محض اتہام ہے۔ البتہ حسب
 حیثیت ٹکنس بڑھایا گیا ہے۔ جس سے ریاست کا یہ فائدہ ہوا کہ نواب سکندریگم
 کے وقت سے جو قرضہ ریاست کے ذمہ تھا وہ ادا ہوا۔ اور یہ امر حسب حیثیت ٹکنس
 بڑھانا ظلم نہیں ہو سکتا۔ ظلم ہو تو گورنمنٹ انگلشیہ ہی اس سے بری نہیں ہو سکتی۔
 بنگال وغیرہ پریسڈنسیوں میں دو چند ٹکنس بڑھایا گیا ہے۔ جس کا ثبوت سرکاری ریکارڈ
 میں موجود ہے۔

(د) نواب صاحب نے نہ کوئی پرائیڈ ریاست سے لگالا اور نہ اسکی جگہ یا کسی اور
 عہدہ پر اپنے رشتہ دار فریب یا بے بیادیم وطن کو بہرئی کیا۔ کم سے کم ایک مثال بھی یہی
 پائی نہیں جاتی جس سے یہ الزام صحیح ہو سکے۔

حافظ احمد رضا وکیل ضلع گیا جو ریاست علیحدہ ہوا۔ تو وہ پُر لیا اور مستقل
 عہدہ ارنہ تھا۔ وہ نواب صاحب ہی کی سفارش سے چند روز کے لئے قائم مقام رہا۔
 مقرر ہوا تھا جو اپنی بے ضابطگیوں کے سبب رنجی خیرت سرور شہ ریاست میں موجود تھا
 اس قائم مقامی سے علیحدہ ہوا۔ لہذا اسکی موقوفی اس الزام کی نظیر نہیں ہو سکتی۔

(۵) ہندون کا کوئی مندر۔ جو شرک یا راستہ شریک کاری مکانات میں آ گیا
 ہو گرا یا نہیں گیا۔ اور اس قسم کی ضرورتوں کے سبب کوئی مندر یا مسجد گرا نا خود گورنمنٹ
 انگلشیہ سے صادر رہا ہے۔ صدی مسجدین اور بیسویں ہندون کے مندر شرک اور شرک
 مکانون کے نیچے آکر گئے نہیں۔ تخت برداری سے روکنے کا الزام محض افسر ہے۔

جان بعض سو مقررہ داری سے (جیسے ہندی لگانا) اس نظر سے کہ وہ کسی نمبر
شعبہ یا کسی کی ہدایت سے نہیں ہے۔ اور اسکی بہتر بہترین طرح طرح کے فساد کا
اندیشہ تھا۔ منع کر دیا ہے۔ اسکی نظیر اسی سال بعض اصناف سندھ و ستان کے ڈپٹی
کمیشنرز کا مسلمانوں کو مسمرہ کے مقابلہ میں تفریق لگانے سے روک دیا ہے۔
یہاں تک کہ کسی اخباروں میں ہوا۔ اور اسکی کوئی نظیر برٹش گورنمنٹ کی کل سلطنت
میں بہت محدود ہے۔ جنکا ذکر رسالہ اشاعت السنۃ نمبر ۶ جلد ۶ میں ہو چکا ہے۔

بالکل یہ سب باتیں محض اتہام ہیں جسے ذاب صاحب بری الذمہ میں
ایک بڑی قوی اور روشن دلیل ان سب باتوں کے اتہام ہونے پر یہ ہے
کہ پینے کی نسبت خاص کر شہر ہیو پال کی مردم شماری میں آٹھ ہزار نفر کی زیادتی
ہوتی ہے۔ اور یہ نجات علاقہ ہیو پال میں قریب دو لاکھ کی آبادی زیادہ
ہو گئی ہے۔ اگر لوگوں پر کسی وجہ سے بھلہ وجہ مذکورہ نوالہ صاحب کی طرف سے ظلم
ہوتا تو مردم شماری میں کمی ہوتی اور کسی گاؤں یا گراؤں کے علاوہ انکشت میں آتے
چنانچہ بعض راجاؤں میں ایسا واقعہ ہوا ہے۔

دوسری دلیل ان باتوں کے افترا ہونے پر یہ ہے کہ سابق کی نسبت آٹھ
برائت اور رعایا کے حق میں بہت سی رعایتیں کی گئی ہیں۔ دو نیم لاکھ روپیہ کی دوام کے
سے معافی کی گئی ہے۔ بہت دولت پتہ جات میں پانچ لاکھ روپیہ واسطے دوام کے
چھوڑ دیا گیا۔ دو سو روپیہ کی محصول ساری سے معاف ہوئی۔ محصول غلہ وغیرہ معاف ہوا
تیس ہزار روپیہ بابت مصارف روشنی وغیرہ معاف ہوا۔ وغیرہ وغیرہ۔

(۳) الزام۔ ہیو پال وغیرہ ہندوستان کو دار الحکومت بنا کر مندوں کا مال لینا

جاری ہے۔

(۳) جواب۔ یہ دلیرانہ دروغ ہے فروغ مقررہ چھوڑ دیا اور ڈاکٹر صاحب

کا مصداق ہے نواب صاحب اپنی تصانیف میں کسی جگہ تبصریح بیان
 کر چکے ہیں۔ کہ ہندوستان دارالاسلام ہے نہ دارالحرب

کتاب مواید العواہد میں آپ فرماتے ہیں۔ چین جہاد کا امروز عالمہ سلیمین
 آزا سبب فوز خود یہ نجات و بلوغ بدرجہ شہادت کبرئے گمان میں کفایت نیست
 احدی از اہل علم و معرفت بشر لغت اسلام بسوئے آن نرفتہ چنانچہ در زمانہ گشتگی افواج
 و عساکر دولت انگلشیہ در مملکت ہند جسے از ایمان نوابان و دیگر مردم برخاستند و با حکام
 فنگ معرکہ حرب ضرب آ رہتند و یہودہ خیال کردند کہ این جہاد است و نوبت تا آنجا
 رسید کہ زمان طفقان بیچارہ را پارہ پارہ ساختند و باقتضای غم و غصہ سوختند حالانکہ این
 سزکت بے برکت ایشان محض خلاف شرع اسلام بود و ہر کہ امروز اپنجان کنند کہ آنہا در
 زمان غدیر کردند و حکم او ہمان حکم آن کسان است چہ اہل علم اختلاف دارند در آئینہ ہندوستان
 بعد از آمدن ورقہ ہند اقتدار حکام انگریزی دارالاسلام است یا دارحرب فتویٰ حنفیہ ان است
 کہ دارالاسلام است و چون بر اسلام باقی ماند جہاد دوران یعنی چہ بلکہ گناہ ہے از گناہ کبیرہ
 از گناہ پر باشد۔ و نیز یعنی دارحرب است مثل علماء دہلی و ہر کہ موافق ایشان درین بارے
 و موافق است پس نزد و سے جہاد درین ملک با احد سے خواہ حکام انگلشیہ باشند
 یا غیر ایشان ہرگز نہ نیست۔ نیز آئینہ از دارحرب ہجرت گزیدہ محل اقامت در مملکت
 دیگر از دیار اسلام بیندازند در سرزمین دارالحرب نشستہ جہاد کردن مذہب احد سے از
 مسلمانان قدیم و حدیث نیست۔

(۴) الزام گورنمنٹ کے مقابلہ میں افغانیوں کی شکست پر ناخوش ہوئے۔
 اور سرحدوں کی فتح پر بچہ شکر بجالاتے۔ ہندی سوادان کو مدد دی۔

زخمی جواب یہ خوب بے پڑ کے اورتی اور دروغ سیوم سے بھی بڑ بڑ گئی۔
 نواب صاحب نے جنگ افغانستان میں ریاست بہوپال سے فوج بھجوائی اور وہ

چھ ماہوں میں حفاظت کے لئے کئی روٹوں کی جو ایک سال میں سپہ پور میں رہتے
 یہ بات عام اخباروں میں مشہور ہو چکی ہے اور ہرگز کبھی غذات میں ہی ہو جو دستے
 جنمک سوڈان کے وقت مہدی سے مقابلہ کے لئے فوج و مدد دینے کو کہاں
 خاص سے مستعدی ظاہر کی ہے نیز ناب اسطنت و گورنر جنرل کی طرف سے ہر
 شکر یہ کی تخیلی ریاست کے نام پہنچی۔ اور ادھر علم و تحریر سے عام مسلمانوں میں یہ بات
 شائع کی کہ مہدی سوڈان مہدی کا ذب ہے۔ وہ مہدی نہیں ہے۔ جسکے مسلمان منتظر
 ہیں۔ بارہمہ نواب صاحب کی طرف ایسی باتوں کو منسوب کرنا حیرت کوئی اہل عقل و حیا
 اہل ریاست و اہل علم و اسلام حیرت نہیں کر سکتا تا مگر یہ مصنفین خود ذرا سمجھتے ہیں کہ
 صحیح ہے۔ نواب صاحب سال سے بر ملا پکار رہے ہیں کہ انگریزی
 گورنمنٹ کو ہماؤ کرنا اور اسکے مخالفوں کو مدد دینا جا رہا ہے اور بدستور
 شہر الیہ ہماؤ کیلئے مقرر ہیں۔ لہذا گورنمنٹ انگریزی سے کیا کسی سلطنت سے
 مسلمان اسباب ہماؤ نہیں کر سکتے۔ اور شہر اور وغیرہ کے
 مفیدی جو تہ و شان میں ہو کر ہیں جہاد تہی فساد تہی۔ یہ مضامین اسکے مستعد
 تصانیف میں پائے جاتے ہیں۔ از انجملہ چند کتب (الموید العواید۔ ہدایہ السائل
 روشن خصیب تاریخ بہوپال۔ ترجمان طابیع) کی عبارات ہیں مضمون
 کی رسالہ اشاعت ۱۸۸۵ء نمبر ۸ و ۹ جلد ۴ و نمبر ۳ و ۶ و ۷ جلد ۴ میں منقول
 ہیں۔ اور بعض کتب کی عبارات اخبار شفق ہند مطبوعہ ۱۸۸۵ء میں بھی
 منقول ہیں۔ نیز نواب صاحب گورنمنٹ کے باغی و مخالف قرار پائیں اور مخالفین
 کے مددگار و خیر خواہ تصور کیے جائیں۔ تو کمال درجہ کی بے انصافی ہے
 ایسے خیر خواہوں جان نثار روینہ ایسی تمہیں لگانا۔ دم مٹ خیر خواہ رہا پاک
 حقین منہر ہے۔ بلکہ گورنمنٹ اسلکشیہ کی خیر خواہی کو ہی ضرر رسان ہے۔ وہ لوگ

نواب صاحب کے اس سماہا سال کی خیر خواہی و جان نثاری کو رمنٹ کا یہ نتیجہ سبب ہے
 تو پھر خیر خواہی و جان نثاری کو رمنٹ کا کیوں نام لینگے۔ ۱۹ اور مجری بر باد گناہ لازم
 کے مصداق ہونیکے خوف سے اس خیر خواہی پر کب برات کرینگے۔ نواب صاحب کے
 تر جمان دہاریہ کو (حیکے لفظ لفظ سے) لگا خیر خواہ کو رمنٹ ہونا اور اس کو رمنٹ
 سے جہاد کا ناجائز ہونا ٹیکنا ہے، اگر تری میں ہی ترجمہ کرایا اور بھرت در حکمتہ میں
 چھپو اگر اسکو بلا قیمت تقسیم و شایع کیا ہے۔ جسکا نتیجہ یہ لگا جو اخباروں میں مشہور
 ہو رہا ہے۔ آٹ کوئی وہ سراسر خیر خواہ ایسی خیر خواہی کو رمنٹ کا کیوں دم ہرنے لگا
 اب ہی ہمارے ملکی رنجیا مر اور انکے نامہ لگا رو مجر اپنی اخباروں اور قلموں اور
 رہائوں کو سجالین اور کو رمنٹ کے خیر خواہوں کو محض سے بر باد گناہ لازم کامل
 خوف بنا کہ خیر خواہی کو رمنٹ سے روکنے کی تجویز میں نہ لکالین۔

(۵) الزام۔ اپنے مذہب و نامیت کو خوب چھپو اگر انکو روپیہ خرچ کر کے
 وہابی مذہب کی کتابیں ہندوستان و مصر و قسطنطنیہ میں چھپو اگر انکو ملکوں میں شایع کیا
 اپنے مخالفوں کو بر ملا و عطن میں کافر کہا وغیرہ وغیرہ۔

(۵) جواب۔ یہ بھی ضمن دروغ بے فروغ ہے۔ نہ نواب صاحب وہابی مذہب
 میں نہ وہابی مذہب کی کوئی کتاب ہندوستان یا مصر یا قسطنطنیہ میں چھپو اگر انہوں
 نے شایع کی ہے

وہابی مذہب کو تو وہ بہت برا سمجھتے ہیں۔ اور اپنی متحد و کتابوں مذکورہ بالا
 میں وہ اس مذہب کے بانی عبدالوہاب نجدی کو برا کہہ چکے ہیں۔ نہ صرف آج کل کی مصالحت
 باحکمت کی نظر سے بلکہ اس وقت سے بسیں برس پہلے۔ اور اپنے ولی اعتقاد و ارادت
 سے جبکہ وہ نواب ہونکی خیالی توقع ہی نہ رکھتے تھے۔ اس امر کی تفصیل بھی
 اشاعت السنہ نمبر ۹ جلد ۴ اور نمبر ۶ و ۷ جلد ۶ میں موجود ہے۔ جو صاحب اس

شک کہتے ہیں۔ وہ ان نمبروں کا ملاحظہ کریں۔ اور جو لوگ انگریزی جانتے ہیں وہ انگریزی ترجمہ ترجمان و کامیہ کو ملاحظہ میں لائیں۔ اس تمام میں اسکے ایک سالہ خطہ فی سوال الصلح الاسترجاع سہری سے طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے نقل کی جاتی ہے۔ اس میں انہوں نے عمید الوکائب نجدی کا حال بیان کر کے کہا ہے کہ اس کا

واقفہ ما ینکر علیہ حاصلناں کبیران
 ہلا و لکغیر اهل الارض من غیر تلیفیت
 کا دلیل علیہا و التانیۃ التاریخ طبع شد
 المعصوم بلا حجة و اقامہ جرحان (حکام)

بہت مشہور شخصیتیں تنگ و بیکرا
 سمجھا جاتا ہے۔ دو شخصیتیں میں
 اول لوگوں کو بلا دلیل کا ذکر کیا دوسرا
 بے گناہ خون بہانا۔

اور جو کتابیں ایسی یا اور علماء کی تالیف انہوں نے ہندوستان یا مصر وغیرہ میں چھپوائی ہیں وہ بھی وہابی مذہب کی کتابیں نہیں۔

عہدہ السنۃ

جو کتابیں انہوں نے خود تالیف کی ہیں انکی فہرست رسالہ اشاعت نمبر ۱۱ جلد ۱ میں درج ہے۔ اور جو کتابیں اور علماء کی تالیف انہوں نے مصر میں چھپوائی ہیں انکی فہرست رسالہ اشاعت السنۃ نمبر ۱۱ جلد ۱ میں درج ہے۔ ان کتابوں میں سے کسی کتاب کی نسبت کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ وہابی مذہب کی کتاب ہے۔ اور وہ عمید الوکائب یا اسکے کسی شاگرد کی تالیف ہے۔

ایک برسی قومی اور عام فہم و دلیل ان کتب کی وہ وہابی مذہب کی کتابیں ہونے پر یہ ہے۔ کہ وہ کتابیں عرب و مصر و قسطنطنیہ میں بلا الحار و اج پائی ہیں۔ جو انہی علماء نے اپنے نظریات میں لکھیں ہیں اور اگر وہابی مذہب کی ہوتیں۔ تو وہ مصر قسطنطنیہ۔ مکہ و مدینہ میں چھاپی جاتیں یا دریا برد ہوتیں۔ کیونکہ وہابی مذہب کے اشخاص اور کتب اس میں ہی معاملات ہوتے ہیں۔

تاکہ اگر اصل مذہب محمدیہ حالصہ قرآن و حدیث کو وہابی مذہب قرار

ویا گیا ہے۔ توبے شک نوالی صاحب اور جڈ اہل حدیث ہندوستان کا یہ مذہب ہے۔ اور
 محمدیت خالصہ کی موید کتابیں انہوں نے خود تصنیف ہی کی ہیں۔ اور اس قسم کی نقیض
 سلف و خلف علماء ہندوستان مصر میں طبع ہی کر امی ہیں۔ اور یہ امر کسی وجہ سے تہرا
 کا محل نہیں ہے۔ جو شخص کسی مذہب کا پیرو ہوتا ہے۔ اسکی تائید و تصدیق اسکا
 فرض ہے۔ اور یہ امر اسکی تعریف و دیانت کا مثبت ہے نہ مذمت و بددیانتی کا
 موجب و کیونکہ الکلندر و قیصر ہند عیسائی مذہب رکھتی ہیں۔ تو وہ اس مذہب
 کی تصدیق و تائید کو اپنے استہار میں اس الفاظ سے ظاہر کرتے ہیں۔ "نا بدولت
 کو عیسائی مذہب کی حقیقت پر یقین ہے۔"

(۶) الزام بردہ فروشی جائز کر دی۔

(۶) جواب۔ یہ بھی محض اتہام ہے۔ بردہ فروشی جائز نہیں کی

بلکہ بردہ آزادی کی رسم ڈالی ہے۔ عرب کی قید سے مظلوم لوڈیان آزاد کرانہندو
 میں بیگم صاحبہ کی ملازمت کے لئے منگائیں۔ مخربد نہاد کی مخبری پر عدالت بی
 نے تحقیق کی تو آپس ہی یہی بات ثابت ہوئی۔ اسکی تصدیق بی کے کاغذات عدالت
 سے بخوبی ہو سکتی ہے۔

(۷) الزام۔ قادیانیہ بیگم ناراض تھیں۔

(۷) جواب۔ کب سے اور کس پر؟ ریاست کی تاریخ دانی ہی تم ہی لوگوں

ختم ہے۔ قادیانیہ بیگم تو نواب سکندر بیگم سے ہی خوش نہ تھیں۔ اور کبھی کوئی خاندانی
 اور جزا ریاست سب کا کوئی ہمہ گیر یا اس کے خورد و زستقل رہیں ہو جائے اس
 رہیں سے خوش ہوتا ہے۔ ۹

(۸) الزام۔ بلقیس چان کے نور حسن کی شادی کرنی چاہی۔

(۸) جواب۔ یہ امر اگر علی التسلیم وبالقرض ہوا ہے۔ تو کوئی ظلم و جرم نہیں

ہے۔ تراخی ظہین سے شادی ہو جاتی تو کوئی محل اعتراض کا نہ تھا۔ بیگم صاحبہ کی نواب صاحب سے شادی ہوئی ہے یا نہیں؟ پہر ملتیس جہان کا رتبہ بیگم سے بڑھ کر ہے؟ کہ انکی شادی نواب صاحب کے بیٹے سے ہونا ظلم و جرم تصور ہوتا۔

(۹) الزام۔ صدا ملازم ضمیمی اور بدروسی کے سبب معزول کئے۔

(۱۰) جواب۔ یہ وقوع میں آیا ہے تو کوئی اعتراض کا محل نہیں ہے۔

ذی اختیار گورنمنٹ ہے اور نالایق ملازموں کو نوکری سے جدا کرتی ہے۔ پیشین کا حق نہ تو پیشین ہی نہیں دیتے۔ گورنمنٹ انگریزی میں تم کو ایسی مثال نہیں ہوتی۔ تو ہمارے پاس آؤ۔ اسکی بیون مثالیں ہم تم کو حفظ کروینگے۔

اسی قسم کے اور اعتراضات و الزامات نامہ نگار میں نیکنام ریاست پر لگاتے اور اس بیجا کلمتہ چینی سے مسلمانوں کا دل دکھاتے ہیں۔ انکی نسبت ہم پہر کچھ کہنے لگے۔

یہ مراسلت کہہ نور کی نقل ہے دو مہرے ذریعہ سے جو ہم کو اصلی واقعات معلوم ہوئے ہیں۔ انکی تفصیل ہم اس مقام میں نہیں کر سکتے وہ آئندہ ہی اس مقام میں اس مضمون کو ہم ان کلمات نصیحت پر ختم کرتے ہیں۔ کہ ہمارے ملکی ریاستوں میں قسم کی باتیں بلا تحقیق اپنی اخباروں میں درج نہ کیا کریں۔ اسکے اس ظم کو جو ملک و گورنمنٹ کے حنین بیان کیا گیا ہے پیش نظر رکھیں اور خاکسار مسلمان اوٹیر یہ بھی خیال فرماویں کہ اسلام اور اسلامی ریاستیں آگے کو نسی ترقی پر ہیں کہ وہ خوف بھنی انکا تنزل چاہتے ہیں۔ اور اگر باہمی اختلاف چینی کے لحاظ سے وہ ان ریاستوں کو اسلامی ریاستیں نہیں سمجھتے۔ کوئی کسی ریاست کو دباویوں کی ریاست قرار دیکر کافروں کی ریاست سمجھتا ہے کوئی کسی ریاست کو شیعوں کی ریاست سمجھ کر ریاست الکفار خیال کرتا ہے۔ تو اس معنی کا بجز اسکے کوئی عملج نہیں کہ وہ اپنے ہی علماء مذہب کی طرف رجوع کریں۔ اور افسے

مسئلہ لا تکفر احداً من اهل القبلة کے مندرجہ پوچھین۔
 ہماری تخصیص و تجویز کی طرف رجوع کرنا جائز سمجھیں تو ہمارے رسالہ کے نمبر اول جلد ۹
 میں مضمون لکھ کر اور نمبر ۹ جلد ۹ میں مضمون "تفرقہ بین الاسلام والزندقہ" کا
 فراموش نہ کریں۔ واللہ یتدی من یشاء علی صراط مستقیم۔

تخصیص سالہ ٹی بی جے ایچ کا

در اثبات وجود خالق

اس سالہ کی تخصیص مضمون ہونے رسالہ نمبر ۱۱ جلد ۹
 ۱۔ عین شریعت کی تفسیر۔ بیروہ اور مضمونین سرور و کبریا اور
 کے لئے کہیں۔ آخر داری زمانہ کے سبب ہماری توجہ
 ہی اسکی طرف نہ رہے۔ اندرون بعض اصحاب نے اس تخصیص
 کا بہتر لکھا تھا کیلئے۔ انکو باسماح سے ہونے پھر اسکی تفسیر کا
 قصہ لکھا ہے۔ ہر چند پہلے نمبر ۱۱ جلد ۹ میں اس کے تین
 صفحہ پر سوال ہو چکے تھے مگر اس خیال سے کہ شاید وہ
 پرچہ بعض لوگوں کے پاس نہ ہو اس لئے مضمون کو سننے
 کے لئے اسے شریعت کی تفسیر لکھا جاتا ہے۔

پڑھیں اہل سنت کسی شیعہ خارجی منفری وغیرہ اہل قبلہ کو کا فر نہیں سمجھتے